کشمیر میں فارسی تذکرہ نویسی کا آغاز وارتقاء

ریسرچ اسکالر گلزار حسین

شعبہ فارسی

یونیورسٹی آف کشمیر سرینگر

چکیدہ

تذکرہ عربی زبان کے لفظ ذال سے مشتق ہے۔ جس کے لغوی معنوی یاد کرنا، یاد آنا، یاد دلانا، یاد دہانی، اور سرگزشت کے ہیں۔ فارسی زبان میں لفظ تذکرہ کا استعمال لغت آنند راج کے مطابق یاداشت، یاد کرنا، اور نصحیت کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ فرہنگ نظامی کے مطابق تاریخ کی ایسی کتاب جس میں شعراء کے احوال اور اذکار مذکور ہوں تذکرہ کہلاتی ہے۔ فرہنگ نفیسی ناظم الاطباء کے مطابق تذکرہ یادگار، یاداشت اور سفر نامہ کو کہتے ہیں اور ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں شعراء کے حالات زندگی لکھی ہوں۔ گویا لغت کی رو سے اور اصطلاح شعر وادب کی رو سے اشعار اور احوال شعرا سے متعلق کتاب کو تذکرہ کہتے ہیں۔ لیکن شعر وادب کے سیاق وسباق سے ہٹ کر اسے استعمال کیا جائے گا تو اس سے مراد صرف شعرا کا تذکرہ نہیں بلکہ علماء، فضلا، صوفیا، اطبا، اولیا، اور حکما کا تذکرہ بھی ہو سکتا ہے۔

مقدمہ

فارسی زبان وادب میں تذکرہ نویسی کا آغاز فی الواقع کس زمانے سے ہوا، اس کے متعلق وثوق سے کہنا مشکل ہے۔ پھر بھی فارسی کے قدیم ترین ماخذوں اور تذکروں کی چھان بین سے یہ ضرور پتا چلتا ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل فارسی میں تذکرہ نگاری کا رواج نہ ہوا تھا۔ ایک ایرانی محقق اس کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں۔

" پس از اسلام نیز تا آغاز سدہ ششم کتابی در این زمینہ کہ ترجمہ شاعران فارسی زبان را، بہ زبان فارسی و بہ استقلال در بر داشتہ باشد نمی شناسیم، اما بہ زبان عربی کتاب ھای در ترجمہ مردان بزرگ علم و ادب و شعر فراہم می آمدہ مانند کتاب یتیمہ الدھر ثعالبی کہ ابو القاسم علی پسر باخرزی مستوفی بسال (467ھ) دہلی بنام دمیتہ القصر و عصرۃ اہل العصر، بر آن نوشت بہ ترجمہ شاعران حجاز و شام و دیار بکر و آذربائیجان و

Scanned with OKEN Scanner

عراق و ری و اصفہان و فارس و کرمان و جرجان و دبستان و استر آباد و قوس و خوارزم و خراسان و بست و سیستان و غزنہ اختصاص دارد، 1؎

اس کے علاوہ خود مولف لباب الاباب محمد عوفی تذکرہ لباب الاباب کے دیباچے میں یوں بیان کرتا ہے "شک نیست کہ در این شیوہ در طبقات شعرای عرب چند تالیف ساختہ اند و چند تصنیف پرداختہ، چون طبقات ابن سلام و طبقات ابن قتیبہ و طبقات ابن المعتز و یتیمۃ الدہر کہ ابو منصور ثعالبی ساختہ است و دمیۃ القصر کہ تاج الرؤساء علی بن الحسن الباخرزی پرداختہ و زینۃ الزمان کہ شمس الدین محمود اند خودی تالیف کردہ و لیکن در طبقات شعرای عجم ہیچ تالیف مشاہدہ نیافتہ است و ہیچ مجموعہ در نظر نیامدہ۔ 2؎

ان بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فارسی میں تذکرہ نویسی کا آغاز دخل اسلام سے کئی سال بعد چھٹی صدی ہجری سے ہوتا ہے۔ اس طرح سے فارسی کے قدیم ترین دستیاب تذکرے کی حیثیت سے جس تذکرے کا نام لیا جاسکتا ہے، وہ نور الدین محمد عوفی کا لباب الاباب ہے۔ جو سرزمین برصغیر ہند و پاک ہی میں بعہد ناصر الدین قباچہ والی اچ لکھا گیا ہے۔ اسطرح فارسی زبان و ادب میں تذکرہ نویسی کا آغاز لباب الاباب سے ہوتا ہے۔ فارسی زبان میں تذکرہ نویسی کا سہرا بھی سرزمین برصغیر ہند و پاک ہی کے سر ہے۔

جہاں تک کشمیر میں فارسی تذکرہ نویسی کے آغاز کا تعلق ہے شہمیری دور میں اس کا آغار ہوتا ہے۔ اس دور میں وسطی ایشیا اور ایران سے کئی صوفی بزرگ اور علماء دین وارد کشمیر ہوئے۔ ان صوفی بزرگوں اور علماء دین میں سے کچھ صاحب تصنیف بھی تھے۔ ان اشخاص میں بابا حاجی ادہم جو بلخ کے رہنے والے تھے نے ایک تصنیف اپنی یادگار چھوڑی ہے جو "مقامات" کے نام سے مشہور ہے اور اولیاء اللہ کے حالات پر مشتمل ہے۔ تحقیق اور مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ کشمیر میں اولین تصنیف جو اولیاء اور صوفیا کے حالات زندگی پر مشتمل ہے وہ حاجی بابا ادھم کی کتاب "مقامات" ہے۔ اسطرح سے حاجی بابا ادہم کے ہاتھوں کشمیر میں فارسی تذکرہ نویسی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے متعلق تحفۃ الاحباب کا مصنف جان غلام رسول یوں رقمطراز ہے۔ " شہمیروں کے ابتدائی دور سے لیکر سلطان حسن شاہ شہمیری کے دور تک، فارسی شعر و ادب میں تذکرہ نویسی کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کام انجام نہیں دیا گیا۔ سلطان سکندر شہمیری کے دور میں بلخ کے بابا حاجی ادہم اپنے ساتھیوں سمیت وارد کشمیر ہوئے۔

Scanned with OKEN Scanner

آپ علوم ظاہری اور باطنی میں لاثانی تھے۔ آپکی ایک تصنیف جو "مقامات" کے نام سے مشہور ہے اور اولیاء اللہ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب کشمیر میں فارسی تذکرہ نویسی کے حوالے سے اولین کتاب ہے" 3ے

شہمیری دور کے بعد چک دور میں تذکرہ نویسی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ چکوں کا دور فارسی ادب کے میدان میں بعض اہم خصائص کا حامل ہے۔ اس دور میں فارسی تاریخ نویسی کے ساتھ ساتھ متصوفانہ تذکرہ نویسی کے میدان میں کئی درخشاں ستارے جگمگا اٹھے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس دور میں سلطان العارفین حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کا فیضان جاری ہوا۔ آپ بلند پایہ عالم، صوفی بزرگ، اور دینی رہنما تھے۔ بہت سارے لوگوں نے آپ سے فیض پایا تھا۔ فیض پانے والے حضرات نے اپنے پیر و مرشد کی مدح و توصیف میں چند تصنیفات تحریر کی ہین۔ جن میں شیخ احمد چاگلی نے رسالہ سلطانیہ خواجہ میرم بزاز نے تذکرہ المرشدین، خواجہ اسحٰق قاری نے چلچلتہ العارفین (997)، خواجہ حسن قاری نے راحت الطالبین باباحیدر تیلہ مولی نے ہدایت المخلصین اور مولوی محمد جعفر نے رموز الطالبین، بابا علی رینا نے تذکرۃ العارفین تحریر کی ہیں۔ حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کے بالا ان سبعہ سیارات کی تصنیفات متصوفانہ تذکرے ہین۔ یہ تمام متصوفانہ تذکرے چک دور مین لکھے گے ہیں۔ اس لے بجاطور پر کشمیر میں چک دور کو فارسی تذکرہ نویسی کا نکتہ عروج قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان تذکروں میں مجموعی طور پر حضرت شیخ حمزہ مخدوم، انکے مریدین و خلفاء، معاصر مشائخ، ریشیوں کے حالات و واقعات، خوارق السالکین، کشف و کرامات، ریاضت و مجاہدات کے ساتھ ساتھ تصوف و سلوک کے باریک نکات، ذکر و اذکاراور اوراد و ادعیہ، دینی اور فقہی مسائل، سلسلہ سلطانیہ اور اسکے شرائط و قواعد اور ریشی مسلک اور اس سے وابستہ ریاضت کشوں کے حالات درج ہیں۔

چک دور کے بعد مغل دور کشمیر میں بر سر اقتدار رہاہے۔ عہد مغول علم و ادب کا گہوارہ رہاہے۔ خصوصاً عہد مغول از لحاظ ادبیات فارسی ایک ذرین دور رہاہے۔ اس دور میں فارسی ادبیات کا ستارہ افق کی بلندی پر رہاہے۔ اس عہد میں دوسری تمام اصناف کے ساتھ ساتھ فارسی تذکرہ نویسی کی صنف کو ایک حاص

Scanned with OKEN Scanner

اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس دور میں چند تذکروں کو چھوڑ کر باقی کے سب تذکرے متصوفانہ تزکرے ہیں۔ جن کی تفصیل یوں ہے۔

تذکرہ خزینہ گنج الھی یا تذکرہ میر الھی: یہ تذکرہ میر عماد الدین محمود متخلص بہ الھی کا ہے۔ میر عماد الدین نہ صرف ایک شاعر تھا بلکہ ایک اعلی پایہ کا تذکرہ نویس بھی تھا۔ یہ تذکرہ نویں اور دسویں صدی ہجری کے تقریباً چار سو متقدمین اور متاخرین شعرا، نویسندگان، عالمان، حکیمان، اور پادشاہان کے احوال پر مشتمل ہے۔ یہ تذکرہ امیر ابن یمین سے شروع ہوتا ہے اور ہمایوں کے نام سے تمام ہوتا ہے۔ یہ تذکرہ 1042ھ اور 1053ھ کے درمیان ترتیب دیا گیا ہے۔ "اس تذکرہ کا ایک نسخہ برلن میں موجود ہے"4 **تذکرہ شعرا کشمیر:** اس تذکرے کا مصنف اصلح متخلص بہ مرزا ہے۔ اس سلسلے میں حسام الدین راشدی یوں کہتے ہیں" یہ سن 1924ء کی بات ہے جبکہ ماھنامہ لاہور (1) میں مخزن الغرائب از احمد علی خان ھاشمی سندیلوی اور انیس العاشقین از حسام الدین مانکپوری پر تبصرہ کرتے ہوئے میرے محترم اور عزیز دوست ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے، حافظ محمود شیرانی مرحوم کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک نا معلوم تذکرہ جو محمد اصلح خلف حاجی محمد اسلم سالم نے تالیف کیا تھا ناپید ہے"5 بعد میں یہ تذکرہ حسام الدین راشدی کو 1957ء شکارپور کے ایک قدیم خاندان کے ذخیرے سے دستیاب ہوا اور پھر 1967ء مین تصحیح اور حواشی کے ساتھ بنام تذکرہ شعرا کشمیر طباعت کے زیور سے آراستہ کیا۔ مذکورہ بالا دو تذکروں کے علاوہ اس دور میں متصوفانہ تذکرے معرض وجود میں آئے ہیں۔ جن مین مشائخوں، صوفی بزرگوں، ولیوں، ریشیوں، صالحین و عابدین کے حالات و کرامات اور خوارق السالکین وغیرہ کا ذکر ہوا ہے۔ جن کی تفصیل اسطرح سے ہے۔

نورنامہ: یہ متصوفانہ تذکرہ بابانصیب الدین غازیؒ کا ہے۔ یہ تذکرہ حضرت شیخ نور الدینؒ کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ تذکرہ شیخ نور الدین ریشی کے حالات پر فارسی زبان میں پہلی بسیط تصنیف ہے۔ جس میں حضرت شیخ العالمؒ کی، اور ان کے اوراد واذکار اور کشمیری شاعری کے بارے میں بڑی تفصیلات ہیں۔ یہ تذکرہ کتابخانہ محکمہ تحقیق و اشاعت سرینگر مین زیر شمارہ

Scanned with OKEN Scanner

504،611،612،668،726،795،807،1392،2022،2333،2862،3215،53،209

2موجود ہے۔

۔**طبقات شاہجہانی:** یہ بھی متصوفانہ تذکرہ ہے۔ جس کو محمد صادق کشمیری نے 1636ء کے قریب تصنیف کیا ہے۔اس تذکرہ میں آل تیمور کے عہد کے اولیاء، فلسفہ نگار اور شعرا کے حالات وواقعات لکھے گے ہیں۔

تذکرہ رضوانی یارسالہ رضوانی: یہ متصوفانہ تذکرہ خواجہ معین الدین نقشبندیؒ کاہے۔اس تذکرے میں خواجہ نے بزرگان دین، خلفائے راشدین، امام حسن وامام حسین، ایمہ، اولیائے کبار کے حالات اور کشف وکرامات، مقامات وملفوظات پر ایک مفصل تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ کتابخانہ محکمہ تحقیق واشاعت سرینگر مین زیر شمارہ 26 موجود ہے۔

اسرار الابرار: یہ تزکرہ بابا داؤد مشکواتیؒ کا فارسی زبان میں ایک ابتدائی تذکرہ ہے۔ اس تذکرہ میں مسلم صوفیوں اور ریشی طائفہ جس کے سر خیل اور مجدد حضرت شیخ العالم نور الدین ریشی ہیں کے حالات و واقعات کشف و کرامات اور خوارق السالکین پر ایک مفصل متصوفانہ تذکرہ ہے۔ اس تذکرے میں 125 مشائخوں، صوفی بزرگوں، ریشیوں، ولیوں، صالحین، وعابدین کا ایک مستند تزکرہ ہے۔ مذکورہ بالا متصوفانہ تذکروں کے علاوہ **سلطانیہ** از میر حیدر لاری، **مناقبت غوشیہ** از میاں محمد آمین، **خوارق السالکین** از ملا احمد بن عبد الصبور، **تحفۃ الفقراء** از محمد مراد ابن محمد طاہر المغنی، عرف ٹینگ، **فتحات کبرویہ** از شیخ عبد الواب نوری، **عین العرفان**، **نبتاہ فی ذکر اولیاء اللہ** از شیخ محمد مراد رفیقی وغیرہ متصوفانہ تذکرے بھی اس دور میں معرض وجود میں آئے ہیں۔

مغل دور کے بعد کشمیر میں افغان عہد 1166 تا 1234ھ تک رہا ہے۔ یہ دور علم وادب کے حوالہ سے ایک انحطاطی دور رہا ہے۔ لیکن پھر بھی اس دور میں چند متصوفانہ تذکرے معرض وجود میں آئے ہیں۔ جن کا ذکر اسطرح سے ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

تذکرہ علماء: یہ تذکرہ محمد علی خان متین کا ہے۔ اس تذکرے مین علمائے دین کے حالات وواقعات درج ہیں۔

زبدۃ الآثار: یہ متصوفانہ تذکرہ شیخ محمد عثمان بن شیخ فاروق بن المشائخ وقت شیخ محمد چشتی کا ہے۔ اس تذکرے میں صوفیائے کرام کے حالات اور ملفوظات کا ذکر ہے۔ مزکورہ بالا تذکروں کے علاوہ اس دور میں **ازکار العرفان** از حضرت بابا بجبہاری، **تحفتہ الاحباب** از شیخ محمد رفیقی، **فتوحات قادریہ**، **خلاصتہ المناقب** از نور الدین جعفر بدخشی، **منقبت الجواہر** وغیرہ اس دور کے اہم متصوفانہ تذکرے ہیں۔ جو فارسی ادبیات مین قابل ستائیش ہیں۔

افغان عہد کے بعد سکھ دور آتا ہے۔ یہ دور 1819 تا1846ء تک رہا ہے۔ نظم ونسق کے اعتبار سے سکھ دور کی ابتری کے مقابلے میں فارسی ادب اور شاعری کی ترقی قابل اعتنار رہی۔ اس لے اس عہد کو "ثانی عہد مغل" بھی کہا گیا ہے۔ اس دور میں فارسی ادبیات کی دوسری اصناف کی طرح تذکرہ نویسی کی روایت بھی باقاعدہ طور پر جاری رہی۔ اس دور میں بھی چند تذکرے معرض وجود میں آئے۔ جن کی تفصیل کچھ ہوں ہے۔ **نور الدین نامہ:** یہ منظوم متصوفانہ تذکرہ بابا کمال الدین کا ہے۔ اس تذکرے میں حضرت نور الدین ریشی کے حالات وواقعات درج ہیں۔ مذکورہ بالا تذکرہ کے علاوہ اس دور میں اور بھی تذکرے لکھے گے ہیں۔ از لحاظ طوالت صرف ان تذکتوں کے نام ہی یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ **سلطانیہ**، **غوثیہ**، **نقشبندیہ**، **چشتیہ** از ملا بہاؤالدین متو، **تمناو تبرکا** از میر سید حسین قادری وغیرہ قابل ذکر متصوفانہ تذکرے ہیں۔ جو فارسی ادبیات میں نمایا حیثیت رکھتے ہیں۔

سکھ عہد کے بعد 1843 تا1946ء تک ڈوگرہ درر رہا ہے۔ اس دور میں بھی فارسی علم وادب تخلیق ہوا ہے۔ اور کئی شعرا اور ادباء اس دور میں بھی رہے ہیں۔ فارسی کی دوسری اصناف کے ساتھ ساتھ تذکرہ نویسی کی صنف بھی اس دور میں قایئم رہا ہے۔ اس دور میں بھی چند تذکرے معرض وجود مین آئے ہین۔ جن کا ذکر اسطرح سے ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

تحفۃ نقشبندیہ: یہ منظوم تذکرہ خواجہ عبدالرحمنؒ کا ہے۔ یہ تذکرہ سلسلہ نقشبندیہ کے بزگوں کے حالات وواقعات اور پر ایک مفصل تذکرہ ہے۔

تذکرہ اولیاء کشمیر: یہ متصوفانہ تذکرہ پیر غلام حسن کھویہامی کا ہے۔ تذکرہ اولیاء کشمیر موسوم بہ اسرار الاخیار مشائخوں۔ صوفی بزرگوں، ریشیوں، ولیوں، صالحین وعابدین کے بارے میں ایک مستند متصوفانہ تذکرہ ہے۔

نتیجہ گیری: کشمیر میں تذکرہ نویسی کا رواج شاہمیری دور سے پایا جاتا ہے۔ اس دور میں یعنی شاہمیری دور میں دین اسلام کا آغاز بھی کشمیر میں ہوتا ہے۔ دین اسلام کے مبلغین فارسی دان تھے۔ ان مبلغین نے دین اسلام کی ترویج وترقی کے ساتھ ساتھ فارسی ادب کو بھی فروغ دیا۔ اس فارسی ادب میں تذکرہ نویسی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی لازمی ہے کہ کشمیر میں فارسی تذکرہ نویسی کا بیش تر جو سرمایہ ہے اس پر مذہبی اور متصوفانہ رنگ غالب ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں پیرواری کا دور دورہ بھی رہا ہے۔ تذکرہ نویسی کے اس سلسلے میں جن مصنفین نے تزکرہ نویسی کی اس روایت کو سرانجام دیا ہے اُن کا تعلق زیادہ تر پیر مریدی کا رہا ہے اس وجہ سے انھوں نے زیادہ تر تذکروں میں دین اسلام اور شریعت اور غیر شرعی حالات وواقعات اور تصوف وعرفان جیسے موضوعات کو ان تذکرون میں سموئے ہیں۔ ان تذکروں مین چند تا ایسے عمیق تحقیقی نقاط گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں جن کو بروکار لانا بہت ضروری ہے اور یہ کام صرف اور صرف ان تذکروں کے مطالعہ سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1 ڈاکٹر فرمان فتحپوری، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، مطبع زرین آرٹ پریس 61 روڈ لاہور سن اشاعت 1972 ص 14

2 دیباچہ لباب الاباب، ص 10 مرتب سعید نفیسی چاپ تہران

3 جان غلام رسول، تحفۃ الحباب، مطبع نیچر آفیسٹ پرنٹر دہلی، سن اشاعت 2006 ص 35

4 نقوی، دکتر سید علی رضا، تذکرہ نویسی فارسی در ھند وپاکستان، انتشارات مطبوعاتی علمی تہران، چاپ 1964ء ص 193

5 راشدی حسام الدین، تذکرہ شعرای کشمیر، مطبع ذرین آرٹ پریس 61 ریلوے روڈ لاہور سن اساعت 1346 خ ص فزارش

Scanned with OKEN Scanner